احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 28 جون 2013ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 28 جون 2013ء 18 شعبان 1434 ہجری 28 احسان 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 146

مومنوں کیلئے فرشتوں کی دعا

اے ہمارے رب! ہر ایک چیز کا تو نے اپنی رحمت اور علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔ پس توبہ کرنے والوں کو اور اپنے راستہ کے اوپر چلنے والوں کو معاف فرما اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب! اور ان کو اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں انہیں ان جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے یقیناً تو غالب حکمت والا ہے اور ان کو برائیوں سے بچا لے اور جسے تو اس دن برائیوں (کے بدنتیجہ) سے بچائے بے شک تو نے اس پر رحم کیا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(المومن 8 تا 10)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

فرشتوں کا وجود ماننے کے لئے نہایت سہل اور قریب راہ یہ ہے کہ ہم اپنی عقل کی توجہ اس طرف مبذول کریں کہ یہ بات طے شدہ اور فیصل شدہ ہے کہ ہمارے اجسام کی ظاہری تربیت اور تکمیل کے لئے اور نیز اس کام کے لئے کہ تا ہمارے ظاہری حواس کے افعال مطلوبہ کما ینبغی صادر ہو سکیں خدا تعالیٰ نے یہ قانون قدرت رکھا ہے کہ عناصر اور شمس و قمر اور تمام ستاروں کو اس خدمت میں لگا دیا ہے کہ وہ ہمارے اجسام اور قویٰ کو مدد پہنچا کر ان سے بوجہ احسن ان کے تمام کام صادر کرا دیں اور ہم ان صداقتوں کے ماننے سے کسی طرف بھاگ نہیں سکتے کہ مثلاً ہماری آنکھ اپنی ذاتی روشنی سے کسی کام کو بھی انجام نہیں دے سکتی جب تک آفتاب کی روشنی اس کے ساتھ شامل نہ ہو اور ہمارے کان محض اپنی قوت شنوائی سے کچھ بھی سن نہیں سکتے جب تک کہ ہوا متکیّف بصوت ان کی ممد و معاون نہ ہو۔ پس کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ خدا تعالیٰ کے قانون نے ہمارے قویٰ کی تکمیل اسباب خارجیہ میں رکھی ہے اور ہماری فطرت ایسی نہیں ہے کہ اسباب خارجیہ کی مدد سے مستغنی ہو۔ اگر غور سے دیکھو تو نہ صرف ایک دو بات میں بلکہ ہم اپنے تمام حواس تمام قویٰ تمام طاقتوں کی تکمیل کے لئے خارجی امدادات کے محتاج ہیں پھر جبکہ یہ قانون اور انتظام خدائے واحد لاشریک کا جس کے کاموں میں وحدت اور تناسب ہے ہمارے خارجی قویٰ اور حواس اور اغراض جسمانی کی نسبت نہایت شدت اور استحکام اور کمال التزام سے پایا جاتا ہے تو پھر کیا یہ بات ضروری اور لازمی نہیں کہ ہماری روحانی تکمیل اور روحانی اغراض کیلئے بھی یہی انتظام ہوتا۔ دونوں انتظام ایک ہی طرز پر واقع ہو کر صانع واحد پر دلالت کریں اور خود ظاہر ہے کہ جس حکیم مطلق نے ظاہری انتظام کی یہ بنا ڈالی ہے اور اسی کو پسند کیا ہے کہ اجرام سماوی اور عناصر وغیرہ اسباب خارجیہ کے اثر سے ہمارے ظاہر اجسام اور قویٰ اور حواس کی تکمیل ہو۔ اس حکیم قادر نے ہماری روحانیت کے لئے بھی یہی انتظام پسند کیا ہوگا کیونکہ وہ واحد لاشریک ہے اور اس کی حکمتوں اور کاموں میں وحدت اور تناسب ہے اور دلائل انّیہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ سو وہ اشیاء خارجیہ جو ہماری روحانیت پر اثر ڈال کر شمس اور قمر اور عناصر کی طرح جو اغراض جسمانی کے لئے ممد ہیں ہماری اغراض روحانی کو پورا کرتی ہیں انہیں کا نام ہم ملائک رکھتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ 133)

بابرکت انعام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پہلے تو ذرائع وسائل اتنے نہیں تھے کہ خلیفہ وقت جو بات کہہ رہا ہوتا تھا یا حضرت مسیح موعود کے ارشادات جو بیان کئے جاتے تھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیم بتائی جاتی تھی ...... وہ اسی جگہ پر محدود ہوتے تھے جس مجمع کو یا جس جلسے کو خطاب کیا جا رہا ہوتا تھا...... لیکن آج ایم ٹی اے کے بابرکت انعام اور انتظام کی وجہ سے یہ آواز اس وقت لاکھوں احمدیوں کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے بلکہ آج ہمارے دعوے کی آواز اپنوں اور غیروں تک یکساں ایک ہی وقت میں پہنچ جاتی ہے۔“

(خطباتِ مسرور جلد سوم ص 683)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

دین کی اشاعت کیلئے وقف کرو

حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں:۔

”خدا نے تمہارے لئے بڑی بڑی عزتیں رکھی ہیں۔ تم خدا پر توکل کرو اور اس کے دین کی اشاعت کیلئے اپنے آپ کو وقف کرو۔ وہ دینے پر آتا ہے تو وہ کچھ دے دیتا ہے کہ انسان اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 1955ء بحوالہ الفضل 22۔ اکتوبر 1955ء)

احباب اپنے مخلص اور ذہین بچوں کو وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید)

مرسلہ :نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

حضور انور کا بیت الرحمٰن کینیڈا کی افتتاحی تقریب سے خطاب

بطرز سوال و جواب

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

س:حضور انور نے وینکوور کینیڈا میں کس بیت الذکر کا کب افتتاح فرمایا؟

ج:حضور انور نے وینکوور کینیڈا میں بیت الرحمٰن کا افتتاح مورخہ 18 مئی 2013ء کو فرمایا۔

س:افتتاحی تقریب میں حضور انور نے مہمانوں کا کن الفاظ میں شکریہ ادا کیا؟

ج:حضور انور نے فرمایا: غیروں کے لئے اس تقریب میں شامل ہونا آپ کی وسعت حوصلہ کا واضح ثبوت ہے نیز اس بات کا بھی اظہار ہے کہ آپ دوستی کی گرہ مضبوط کرنا چاہتے ہیں آج کی تقریب ایک خالص مذہبی تقریب ہے جہاں ہم اپنی (بیت الذکر) کے افتتاح کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں یہ اس صوبے میں ہماری پہلی بیت الذکر ہے اس لئے اس کا افتتاح ہمارے لئے نہایت خوشی کا باعث ہے آپ سب کا اس تقریب اور ہماری خوشی میں شامل ہونا ہمیں آپ کا ممنون بناتا ہے۔

س:حضور نے لفظ مسجد کے حوالے سے کیا فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا کہ مسجد کے لفظی معنی ایک عبادت کی جگہ کے ہیں یعنی ایسی جگہ جہاں خدا کے سامنے جھکا جائے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مساجد میرے لئے ہیں (یہ خدا کی ملکیت ہیں) مساجد بے شک انسان تعمیر کرتے ہیں مگر اصل مسجد وہی ہے جو کہ خدا کی رضا کے لئے بنائی جائے اور ان تمام لوگوں کے لئے اس کے دروازے کھلے رہیں جو امن چاہتے ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اس میں داخل ہو کر ایک قدرت والے خدا کی عبادت کی جائے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ یہ ایک واضح ہدایت ہے کہ جو کوئی بھی خدا کی عبادت کرنا چاہے اس کے لئے مسجد کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں اور ایک حقیقی مسلمان یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ کسی کو اللہ کی عبادت سے روکے۔

س: (بیت الذکر) میں خدا کی عبادت کے حوالے سے کیا مثال پیش کی؟

ج:حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اس تعلیم کی عملی مثال ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ سے ملتی ہے ایک دفعہ ایک عیسائی وفد نجران سے مدینہ آیا اور جب ان کی عبادت کا وقت ہوا تو وہ ایک ایسی جگہ ڈھونڈنے لگے جہاں وہ اپنی عبادت کرسکیں جب آپ ﷺ نے ان کی یہ پریشانی دیکھی تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ پریشان نہ ہو تم مدینہ میں ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرسکتے ہو۔

س:حضور انور نے غیروں کے کس اعتراض کا ذکر فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا آج لوگوں کا ایک گروہ جو کہ غیر دنیا سے تعلق رکھتا ہے آپ ﷺ پر اعتراض کرتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ دوسرے مذاہب کے متعلق انتہاپسندی کا رویہ رکھتے تھے۔

س:اس اعتراض کا حضور انور نے کیا جواب ارشاد فرمایا؟

ج:یہ اسلام اور اس کے بانی کے خلاف ایک بے بنیاد پراپیگنڈا کیا جارہا ہے جو لوگ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں ایک طرف تو انہیں مذہب سے کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں اور آپ ﷺ پر بے ہودہ اور نفرت بھرے اعتراضات کرتے ہیں یہ وہ اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں اصل تاریخ کا علم نہیں اور انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا تجربہ نہیں۔

س:اسلام نے اپنے پیروکاروں کو کن حالات میں جنگ کی اجازت دی ہے؟

ج: حضور انور نے فرمایا کہ جب قرآن مسلمانوں کو طاقت کے استعمال کی اجازت دیتا ہے تو صرف اپنے دفاع کے لئے اس انتہائی شدید صورتحال کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے ...... قرآن آیت (سورۃ حج آیت نمبر 41-40) میں واضح طور پر بیان فرماتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ دفاعی جنگ کی اجازت نہ دیتا تو کوئی بھی مذہب یا کوئی بھی عبادت گاہ چاہے وہ راہب خانہ ہو معبد ہو یہود کا یا مساجد ہوں یا گرجے ہوں تو ان میں سے کچھ بھی محفوظ نہ رہتا بلکہ مخالف ان تمام عبادت گاہوں کو منہدم کر کے رکھ دیتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کو اس کے مذہب کی بناء پر اس پر ظلم کرنا ایک انتہائی خطرناک جرم ہے اور وہ ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کو انتہائی ناگوار ہے۔

س:مذہب کی حفاظت اور آزادی کا پہلا چارٹر کہاں اور کیا بیان ہوا؟

ج:حضور انور نے فرمایا حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب کی حفاظت کا اور مذہبی آزادی کا جو پہلا چارٹر ہے وہ قرآن کریم پیش فرماتا ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کوئی نئی مسجد بنائی جاتی ہے تو دراصل ایک مسجد کے قیام کے ساتھ مذہبی آزادی کا ایک باب رقم کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے تمام مذاہب کی حفاظت اور دفاع کیا جاتا ہے۔

س:مذہبی آزادی کے حوالے سے کینیڈا کی حکومت کا طرز عمل بیان کریں؟

ج:حضور انور نے فرمایا میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کینیڈا ان بعض ممالک میں سے دوسرے تیسرے نمبر پر ایسا ملک ہے جس نے باقاعدہ مذہبی آزادی کے دفتر کا اجراء کیا ہے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ حکومت کا یہ عمل انتہائی قابل تحسین ہے جو محض کینیڈا کے لئے نہیں بلکہ کینیڈا سے باہر بھی امن کے قیام کے لئے کوشش ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا عمل ہے۔

س:کینیڈا کے مذہبی آزادی کے سفیر کا کیا نام ہے؟

ج:کینیڈا کے مذہبی آزادی کے سفیر کا نام ڈاکٹر انڈریو ہے۔

س:حضور انور نے کینیڈا کے مذہبی سفیر کے حوالے سے کیا فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ (ڈاکٹر انڈریو) یہاں موجود ہیں جو اس مذہبی آزادی کے سفیر ہیں میری حال ہی میں ان سے ملاقات ہوئی جب وہ لندن آئے اور ہمارے پیس سمپوزیم میں جو ہمارا ہر سال برطانیہ میں ہوتا ہے وہاں آئے نہ صرف ان کو مخلص اور کشادہ دل پایا بلکہ میں نے یہ دیکھا کہ یہ اپنے کام سے بڑے مخلص ہیں اور کام کو بڑی سنجیدگی سے لیتے ہیں۔

س: (بیوت الذکر) کی تعمیر کے حوالے سے اہل علاقہ کے خدشات کے ازالہ کا ذکر حضور انور نے کن الفاظ میں فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا اس علاقے کے لوگ اس شہر کے لوگ اور اس ملک کے لوگ مکمل طور پر اپنے دلوں سے ہر قسم کے خدشات اور شبہات کو نکال دیں ....اس (بیت الذکر) سے آپ کو خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ اس (بیت الذکر) سے محض محبت آشتی اور بھائی چارے کا ہی درس پھیلایا جائے گا اور یہ (بیت الذکر) امن اور آشتی کا گہوارہ ہوگی۔

س:حضور انور نے ”رحمٰن“ کے کیا معنی بیان فرمائے؟

ج: فرمایا کہ اس (بیت الذکر) کا نام بیت الرحمٰن رکھا گیا ہے رحمٰن اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے اس کا ایک صفاتی نام ہے یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بہت ہی رحم کرنے والا ہے اور بن مانگے دینے والا ہے اور یہاں بن مانگے دینے والے سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر قومیت اور رنگ ونسل کے انسان کو بلاتفریق عطا کرتا ہے یہ اللہ کا فضل ہے آج کل کی دنیاداری کے زمانے میں جو لوگ اپنے خالق کے حقوق ادا نہیں کرتے پھر بھی وہ مسلسل اپنی مخلوق کو بن مانگے بلاتفریق عطا کرتا چلا جاتا ہے اس لئے (-) کو بھی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو پیدا کرنے کی کوشش کریں اور خدا تعالیٰ کی جو مخلوق ہے اس کے لئے اپنے دل میں وہ رحمت کے جذبات پیدا کریں اور مخلوق کے لئے آسانیاں پیدا کرنے والے ہوں۔

س:حضور نے ایک حقیقی مومن کی کیا صفات بیان فرمائیں؟

ج: فرمایا یہ ناممکن ہے کہ حقیقی مومن کسی دوسرے پر ظلم کرنے کا باعث بنے یا معاشرے میں بدامنی پیدا کرنے کا موجب ہوا یک حقیقی مومن تو ایک (بیت الذکر) کو قطعاً منافرت کی آماجگاہ نہیں بننے دے گا (بیت الذکر) میں چونکہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور معاشرے کے لئے یہاں سے امن وسلامتی کا درس دیا جاتا ہے یا پیغام دیا جاتا ہے اس لئے یہ لوگوں کو اپنی طرف ایک مقناطیسی قوت کے ساتھ کھینچتی ہے۔

س:حضور انور نے بیت الرحمٰن کے حوالے سے کیا اہم اعلان فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا میں آج اس بات کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ (بیت الذکر) محبت آشتی۔امن اور بھائی چارے کو تمام لوگوں تک پہنچائے گی اس بات سے قطع نظر کہ وہ احمدی ہیں غیر احمدی ہیں (-) ہیں یا غیر (-) ہیں ہماری (بیت الذکر) کے دروازے ہمیشہ تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے چونکہ یہ (بیت الذکر) اللہ تعالیٰ کے رحم اور احسان اور محبت اور انسانیت کے لئے رحمت کا ہی درس دے گی۔

س:حضور نے اس تقریب میں دنیا والوں کی کس بنیادی ضرورت کا ذکر فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کو ضرورت ہے ان لوگوں کی جو انسانیت کو ایک دوسرے کے قریب کرنے والے ہوں اور اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ ہر مذہب اور ہر قومیت کے لوگ ایک مقصد کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور وہ مقصد دنیا کو ایک ہولناک تباہی سے بچانا ہے اور دنیا کے لوگوں کو ہر قسم کے ظلم اور زیادتی کے خلاف متحد ہونا ہوگا خواہ وہ ظلم کسی بھی انسان پر روا رکھا جارہا ہو اور ہر قسم کی دلوں میں نفرت اور کدورت کو مٹایا جائے۔

س:حضور انور نے ممکنہ جنگ عظیم سے بچنے کے کس طریق کا ذکر فرمایا؟

ج:حضور انور نے فرمایا ایک اور ممکنہ جنگ عظیم کے حالات ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایک ہی طریقہ ہے ہمیں اپنے آپ کو اس کی تباہی سے بچانے کا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد مانگی جائے جو اپنی مخلوق پر بہت رحم کرنے والا ہے یہ میری دعا ہے کہ دنیا اس بات کی اہمیت کو سمجھے۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

علامہ محمد اسد کی خدمات ۔ اصل حقائق کیا ہیں

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر ناواجب اعتراضات کے جواب

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

روزنامہ ''دنیا''، فیصل آباد مورخہ 18 مئی 2013ء کی اشاعت میں مکرم اوریا مقبول جان صاحب کا ایک کالم ''جمہوریت کے اجارہ دار'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کالم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

''آج علامہ محمد اسد بہت یاد آ رہے ہیں۔ یہ تحریکِ پاکستان کا وہ عظیم مجاہد ہے کہ جس کا ذکر ملک کی نصابی کتابوں سے بھی کھرچ دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ تحریکِ پاکستان کی واحد کڑی ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قائدِاعظم پاکستان میں ایک اسلامی آئین مرتب کرانے، اسلامی معاشی، تعلیمی اور معاشرتی نظام قائم کرنے کے کام کا سرکاری سطح پر آغاز کر چکے تھے۔ قائداعظم کی ہدایت پر لاہور میں علامہ محمد اسد کی سربراہی میں ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ری کنسٹرکشن قائم ہوا اسے یہ چاروں کام سونپے گئے تھے۔''

اس کے بعد اس کالم میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ علامہ محمد اسد صاحب آسٹریا کے یہودی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کیا اور برصغیر آئے۔ یہ بات واضح ہے کہ اوریا مقبول جان صاحب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ قائدِ اعظم نے ملک کے آئین بنانے کا کام ہو یا ملک کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کا کام ہو یا پاکستان کے معاشرتی نظام کو سدھارنے کا فریضہ ہو، یہ سب کچھ علامہ محمد اسد صاحب کے سپرد کیا تھا۔ اب یہ سوال لازماً اُٹھنا تھا کہ آخر اس کام کا کیا بنا؟ کیا کبھی علامہ محمد اسد صاحب یہ کام مکمل کر سکے کہ نہیں؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے اوریا مقبول جان صاحب یہ انکشاف فرماتے ہیں

''آج علامہ محمد اسد اس لیے یاد آ رہے ہیں کہ جب ان کے محکمے نے اپنا تمام کام مکمل کیا تو وہ یہ سفارشات لے کر وزیراعظم لیاقت علی خان کے پاس گئے۔ انہوں نے یہ سب کچھ اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کے حوالے کیا، جس نے انہیں ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ علامہ اسد نے اپنی سوانح عمری میں قادیانیوں کو انگریز کا ایجنٹ اور ظفر اللہ کو ایک بدترین اسلام دشمن کے طور پر تحریر کیا ہے۔''

تو گویا کالم نگار کے مطابق اگر پاکستان کو قائدِ اعظم کی خواہش کے مطابق آئین، تعلیمی نظام یا معاشرتی نظام نہیں میسر آ سکا تو اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے علامہ اسد صاحب کے تحریر کردہ کاغذات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا تھا۔

بیشتر اس کے کہ ہم اوریا مقبول جان صاحب کے اس سنسنی خیز انکشاف پر کچھ تبصرہ لکھتے، خود اسی اخبار میں لکھنے والے ایک اور کالم نگار محمد اظہار الحق صاحب نے روزنامہ دنیا کی مورخہ 20 مئی 2013ء کی اشاعت میں ایک کالم ''قائدِاعظم اور علامہ محمد اسد......حقیقتِ حال'' تحریر فرمایا۔ اور اس میں انہوں نے خاص طور پر کتاب ''محمد اسد خود نوشت مرتبہ اکرام چغتائی'' کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ اوریا جان صاحب کے بیان کردہ حقائق بالکل غلط ہیں۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ

1۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ قائدِاعظم کا علامہ اسد صاحب سے کوئی رابطہ تھا

2۔ علامہ اسد صاحب جس شعبہ میں کام کر رہے تھے وہ قائدِاعظم نے نہیں بلکہ نواب ممدوٹ صاحب نے قائم کیا تھا اور حکومت پنجاب نے قائم کیا تھا۔ اس ادارے کا نام DEPARTMENT OF ISLAMIC RECONSTRUCTION تھا۔

3۔ خود علامہ محمد اسد صاحب کی خودنوشت میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کہ انہوں نے ایسی کوئی آئینی سفارشات وزیراعظم لیاقت علی خان صاحب کے حوالے کی تھیں جنہیں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا تھا۔

تو اس طرح خود اخبار ''دنیا'' میں شائع کردہ حقائق نے اوریا مقبول جان صاحب کے ان دعاوی کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ اوریا مقبول جان صاحب نے علامہ محمد اسد صاحب کو تحریک پاکستان کی وہ واحد گمشدہ کڑی قرار دیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قائداعظم ملک میں اسلامی آئین تیار کرنے کے کام کا آغاز کر چکے تھے اور ایک سنسنی خیز انکشاف فرما رہے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ان کے کاغذات کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا تھا اس لیے ان کی سفارشات پر عملدرآمد نہ ہو سکا لیکن وہ کوئی حوالہ نہیں دے رہے کہ ان دعاوی کا ثبوت کیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ دعویٰ پیش کر رہے ہیں کہ قائدِ اعظم نے پاکستان کے لیے اسلامی معاشی، معاشرتی اور تعلیمی نظام بنانے کا کام بھی علامہ اسد صاحب کے سپرد کر دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد اسد صاحب کی زندگی کے دو ادوار کے بارے میں ان کی خودنوشت سوانح حیات ROAD TO MECCA اور HOME-COMING OF THE HEART کے نام سے عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہیں۔ اور مؤخر الذکر میں انہوں نے خود تمام تفاصیل تحریر کی ہیں کہ آزادی کے بعد پاکستان میں ان کے سپرد کیا کام ہوئے تھے اور کس نے یہ کام ان کے سپرد کیے تھے۔ ہم صحیح حقائق حوالوں سمیت درج کر دیتے ہیں جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اوریا مقبول جان صاحب نے تاریخی حقائق کی بجائے افسانوی باتیں تحریر کی ہیں۔

کیا پاکستان کا آئین علامہ اسد صاحب تیار کر رہے تھے؟

سب سے پہلے تو ہم اس اہم اور عجیب دعوے کا تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ قائدِاعظم نے علامہ محمد اسد صاحب اور ان کے محکمے DEPARTMENT OF ISlAMIC RECONSTRUCTION کے سپرد ملک کے لیے نیا آئین بنانے کا کام کیا تھا۔ خود علامہ محمد اسد صاحب کی خودنوشت سوانح حیات میں تحریر کردہ حالات ان دعاوی کی مکمل طور پر تردید کرتے ہیں۔ علامہ محمد اسد صاحب نے لکھا ہے اکتوبر 1947ء میں نواب ممدوٹ صاحب (جو اس وقت پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے) نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور کہا کہ جن نظریاتی معاملات کے بارے میں آپ اتنا کچھ لکھتے رہے ہیں ان کے بارے میں ہمیں کوئی ٹھوس پیش رفت کرنی چاہیے۔ اور پھر نواب ممدوٹ صاحب نے پوچھا کہ کیا میں وزیراعظم سے بات کروں۔ اس پر اسد صاحب نے کہا کہ مرکزی حکومت نے تو اس معاملہ میں دلچسپی نہیں لی۔ اس لیے آپ کو ہی کچھ کرنا پڑے گا اور مناسب ہوگا کہ اس کام کے لیے پنجاب میں ایک شعبہ قائم کر دیا جائے۔ بعد میں اگر اللہ نے چاہا تو شاید مرکزی حکومت اس کام کو شروع کر دے۔ اس وقت تو وزیراعظم اور قائداعظم خارجہ پالیسی کے معاملات میں اتنا الجھے ہوئے ہیں کہ لگتا نہیں کہ وہ کسی اور معاملہ کے بارے میں سوچ سکیں۔ (ملاحظہ کیجئے HOME COMING OF THE HEART BY MUHAMMAD ASSAD, PUBLISHED BY THE TRUTH SOCIETY LAHORE P133-135)

پھر اسد صاحب لکھتے ہیں کہ ان ہی کی تجویز پر اس شعبہ کا نام رکھا گیا۔ خود اسد صاحب کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ قائدِاعظم نے اس شعبہ کو قائم نہیں کیا تھا اور نہ ہی قائدِ اعظم نے علامہ اسد صاحب کے سپرد یہ کام کیا تھا کہ وہ پاکستان کے لیے آئین تیار کریں۔ اور نہ ہی آئین سازی کا کام کسی صوبائی حکومت کا ذیلی ادارہ کر سکتا ہے۔ بلکہ اسد صاحب کی رائے تو یہ تھی کہ ابھی مرکزی حکومت اور قائدِ اعظم اس طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ پھر اسد صاحب لکھتے ہیں کہ اس ادارے نے زکوٰۃ اور عشر کے متعلق تجاویز تیار کرنے کا کام شروع کیا۔ اور پھر وہ لکھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ممدوٹ صاحب نے انہیں کہا کہ وہ پاکستان کے بننے والا آئین کے بنیادی اصولوں کے بارے میں مقالہ لکھیں۔ انہوں نے یہ مقالہ لکھا جو کہ حکومتِ پنجاب کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس کو پڑھنے کے بعد وزیراعظم لیاقت علی خان صاحب نے ملاقات کے لیے انہیں بلایا اور بتایا کہ فوری طور پر پاکستان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان کے پیشِ نظر ابھی آئین سازی کا کام شروع نہیں ہو سکتا۔

(HOME COMING OF THE HEART BY MUHAMMAD ASSAD, PUBLISHED BY THE TRUTH SOCIETY LAHORE P135&136)

خود علامہ اسد صاحب کا بیان اوریا صاحب کے تحریر کردہ افسانے کی مکمل طور پر تردید کر رہا ہے۔ علامہ اسد صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ آئینِ پاکستان کے بارے میں ان کی تجاویز کو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا تھا۔ بلکہ وہ تو لکھتے ہیں کہ جنوری 1948ء میں وزیراعظم نے انہیں وزارتِ خارجہ میں مشرقِ وسطیٰ کے سیکشن میں کام کے لیے بلا لیا تھا۔ اور اس کے بعد پنجاب حکومت کے مذکورہ شعبہ سے ان کا تعلق ختم ہو گیا تھا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو 25 دسمبر 1947ء کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد وہ قائدِاعظم کے ارشاد پر چند روز کے لیے برما گئے تھے۔ اور پھر انہیں فوری طور پر اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے اہم اجلاس میں مسئلہ کشمیر پر پاکستان کا موقف پیش کرنے کے لیے جانا پڑا تھا۔ اس طرح جنوری 1948ء تک ابھی انہوں نے باقاعدہ طور پر وزارتِ خارجہ کے مرکزی دفتر کا نظم و نسق بھی نہیں سنبھالا تھا۔ اور علامہ اسد صاحب نے اپنی کتاب میں یہ دعویٰ کہیں نہیں کیا کہ پاکستان بننے کے فوراً بعد انہوں نے کبھی قائدِاعظم سے کوئی ملاقات بھی کی تھی۔

ملک کا آئین کس نے بنانا تھا؟

یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اوریا صاحب کے ذہن میں آئین سازی کے بارے میں کیا تصور موجود ہے۔ جمہوری روایات کے مطابق آئین سازی کا کام کسی علامہ صاحب یا اس قسم کے اداروں کے سپرد نہیں ہوتا بلکہ یہ کام اس ملک کے باشندوں کے منتخب نمائندے، اپنے ملک کے عوام

کی خواہشوں اور امنگوں کے مطابق کرتے ہیں۔
اوریا صاحب یقیناً اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کی اسمبلی CONSTITUTIONAL ASSEMBLY (آئین ساز اسمبلی) تھی۔ اور اس اسمبلی نے 11 اگست 1947ء کو قائدِاعظم محمد علی جناح کو اپنا صدر منتخب کیا تھا۔ اور قائدِاعظم نے اپنی پہلی تقریر میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ پاکستان کے لیے آئین بنانے کا کام یہ اسمبلی کرے گی۔ قائدِاعظم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

THE CONSTITUENT ASSEMBLY HAS GOT TWO MAIN FUNCTIONS TO PERFORM. THE FIRST IS THE VERY ONEROUS AND RESPONSIBLE TASK OF FRAMING OUR FUTURE CONSTITUTION OF PAKISTAN AND SECOND OF FUNCTIONING AS A FULL AND COMPLETE SOVEREIGN BODY AS THE FEDERAL LEGISLATURE OF PAKISTAN.

ترجمہ: ''آئین ساز اسمبلی کے دو بنیادی کام ہیں۔ پہلا کٹھن اور ذمہ داری کا کام پاکستان کے مستقبل کے آئین کی تشکیل کرنا ہے۔ اور دوسرا پاکستان کے مکمل اور آزاد وفاقی قانون ساز ادارے کی حیثیت سے کام کرنا ہے۔''

(JINNAH SPEECHES AS GOVERNOR GENERAL OF PAKISTAN 1948-1947 PUBLISHED BY SANGE MEEL PAKISTAN 2004 P 14)

پھر فروری 1948ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے شہریوں کے نام اپنا خطاب ریکارڈ کراتے ہوئے فرمایا

"THE CONSTITUTION OF PAKISTAN HAS YET TO BE FRAMED BY THE PAKISTAN CONSTITUENT ASSEMBLY. I DO NOT KNOW WHAT THE ULTIMATE SHAPE OF THIS CONSTITUTION IS GOING TO BE.

JINNAH SPEECHES AS GOVERNOR GENERAL OF PAKISTAN 1948-1947 PUBLISHED BY SANGE MEEL PAKISTAN 2004 P79.

ترجمہ: پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے ابھی پاکستان کا آئین بنانا ہے۔ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ اس کی حتمی شکل کیا ہوگی......۔

قائد اعظم کے ان معروف ارشادات سے ظاہر ہے کہ پاکستان کے آئین کی تشکیل کا کام پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے سپرد تھا۔ علامہ اسد صاحب یا ان کے محکمے کے سپرد نہیں تھا۔

کیا ملک کی تعلیمی پالیسی علامہ اسد صاحب کے سپرد تھی؟

اب اوریا صاحب کے اس دعوے کا جائزہ لیتے ہیں کہ قیامِ پاکستان کے بعد قائدِاعظم نے ملک کے تعلیمی نظام کی تشکیل کا کام بھی علامہ صاحب اور ان کے شعبے کے سپرد کر دیا تھا۔ بلکہ اوریا صاحب تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ علامہ صاحب نے یہ تجویز دی تھی کہ جب تک اپنا تعلیمی نظام نافذ نہ ہو جائے تمام سکول اور کالج بند کر دینے ضروری ہیں۔ کسی بھی ملک کی تعلیمی پالیسی کا مرتب کرنا کوئی ایسا کام نہیں ہوتا جو کہ کسی ایک شخص یا اس قسم کے شعبہ کے حوالے کر دیا جائے۔ اور جب تک وہ کوئی راہنمائی نہ کریں، اس وقت تک تمام سکول اور کالج بند رکھے جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی ملک کی تعلیمی پالیسی بنائی جاتی ہے تو یہ ایک طویل عمل ہوتا ہے۔ جس میں کئی میٹنگز اور کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ ان میں ملک کے ماہرینِ تعلیم سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور ایک عرصہ بعد اس پالیسی کے خدوخال سامنے آتے ہیں۔ اور تاریخی حقائق یہ ہیں کہ پاکستان بننے کے چند ماہ بعد ہی 27 نومبر کو کراچی میں آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا اور قائدِ اعظم نے بھی اس کانفرنس کے لیے اپنا پیغام بھجوایا تھا۔ اور اس پیغام میں قائداعظم نے سب سے زیادہ زور ٹیکنیکل اور VOCATIONAL تعلیم کی ترویج پر دیا تھا۔

(JINNAH SPEECHES AS GOVERNOR GENERAL OF PAKISTAN 1947-1948 PUBLISHED BY SANGE MEEL PAKISTAN 2004P14)

علامہ اسد صاحب نے استعفیٰ کیوں دیا؟

علامہ اسد صاحب نے چند سال پاکستان کی وزارتِ خارجہ میں کام کیا اور پھر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ کچھ کالم نگاروں نے بغیر تحقیق کے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب یا پطرس بخاری صاحب (جو اس وقت وزارتِ خارجہ سے منسلک تھے) کو اس استعفیٰ کی وجہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ خود علامہ اسد صاحب نے اپنی خود نوشت میں تفصیلات لکھی ہیں کہ کن حالات میں انہیں استعفیٰ پیش کرنا پڑا۔ ان کی استعفیٰ کی وجہ ان کی ذاتی زندگی میں رونما ہونے والے حالات تھے۔ چونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں خود اپنی ذاتی زندگی کے یہ حالات درج کیے ہیں اس لیے انہی کا خلاصہ یہاں درج کر دیتے ہیں۔ لیکن اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ پہلے بھی ایک مرتبہ محمد اسد صاحب نے وزارتِ خارجہ سے استعفیٰ دینے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں سیکریٹری خارجہ اکرام اللہ صاحب نے ایک مرتبہ انہیں بلایا اور بتایا کہ وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ان کا تبادلہ بیونس آئرس کر دیا ہے تاکہ وہ وہاں پر پاکستان کا سفارت خانہ قائم کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ شاید ایسا انہیں راستے سے ہٹانے کے لیے کیا گیا ہے۔ محمد اسد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے وزیر خارجہ کو جا کر کہا کہ میرے کام کا دائرہ مشرقِ وسطیٰ ہے اور اگر میرا کہیں اور تبادلہ کیا گیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اس پر چوہدری صاحب نے کہا کہ وہ جلدی نہ کریں وہ اپنے فیصلہ پر نظرِ ثانی کریں گے۔ اور بعد میں یہ فیصلہ منسوخ کر دیا۔ یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ اگر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اسد صاحب کو وزارتِ خارجہ سے نکالنا ہی چاہتے تھے تو یہ ایک نادر موقع تھا، وہ ان کا استعفیٰ آنے دیتے اور اسے منظور کر لیتے۔ ان کا تبادلہ منسوخ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

(HOME COMING OF THE HEART BY MUHAMMAD ASSAD, PUBLISHED BY THE TRUTH SOCIETY LAHORE P170-171)

پھر وہ اپنی کتاب میں اپنے استعفیٰ دینے کے حالات لکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب وہ ایک کمیشن میں پاکستان کی نمائندگی کے لیے گئے ہوئے تھے تو ان کی ملاقات ایک امریکی خاتون پولا POLA سے ہوگئی۔

اسد صاحب لکھتے ہیں کہ وہ دونوں روزانہ ملنے لگے اور انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے درمیان بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ اس وقت اسد صاحب شادی شدہ تھے۔ ان کی بیگم منیرہ عرب تھیں اور اس شادی سے ان کا بیٹا طلال بھی موجود تھا۔ اور پولا صاحبہ بھی شادی شدہ تھیں۔ دونوں نے شادی کا فیصلہ کرلیا۔ جب اس بات کی خبر ان کی بیگم منیرہ صاحبہ کو ہوئی تو انہوں نے اور ان کے صاحبزادے طلال نے شدید ردِعمل دکھایا۔ منیرہ صاحبہ نے لندن میں پاکستانی سفارت خانہ میں اسد صاحب کی شکایت کی۔ پاکستان کے گورنر جنرل صاحب کو خط لکھا کہ اسد صاحب کو دوسری شادی کرنے سے روکا جائے۔ اور اسد صاحب بیان کرتے ہیں کہ پطرس بخاری صاحب اور وزارتِ خارجہ میں ان کے دوسرے مخالفین ان خبروں سے بہت خوش ہوئے۔ اس وقت وزارتِ خارجہ کا یہ قانون تھا کہ اگر کوئی سفارت کار بیرونِ ملک شادی کرنا چاہتا تو وہ اس کی اجازت کے لیے گورنر جنرل کو درخواست دیتا اور ساتھ استعفیٰ بھی بھجوا دیتا۔ اگر درخواست منظور ہو جاتی تو استعفیٰ واپس آ جاتا، اگر درخواست منظور نہ ہوتی تو استعفیٰ منظور کر لیا جاتا۔ ایک طرف تو یہ ذکر کرتے ہوئے اسد صاحب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کے سامنے ہمیشہ اپنے مفادات ہوتے تھے اور دوسری طرف یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ اس مرحلہ پر انہوں نے چوہدری صاحب سے مدد لی تھی اور کہا تھا کہ وہ گورنر جنرل کے کانوں میں اسد صاحب کے صحیح حالات ڈال دیں۔ جب اسد صاحب نے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین صاحب کو درخواست دی تو انہوں نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا اور درخواست نامنظور کر دی گئی۔ خود اسد صاحب اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں۔

MUNIRAS INTERVENTION WITH THE HIGH COMMISSION IN LONDON HAD BORN BITTER FRUIT.

یعنی منیرہ (ان کی پہلی بیگم) نے لندن میں ہائی کمیشن میں جو شکایت کی تھی اس کا کڑوا پھل نکل آیا تھا۔

ان کا استعفیٰ منظور ہونے کا الزام گورنر جنرل صاحب کو دینا بھی غلط ہوگا کیونکہ یہ ایک غیر معمولی صورتِ حال تھی کہ نہ صرف شادی کی اجازت مانگنے والا مرد پہلے سے شادی شدہ تھا بلکہ وہ خاتون جن سے شادی کرنے کے لیے درخواست دی جا رہی تھی وہ بھی پہلے سے شادی شدہ تھیں۔ پڑھنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اسد صاحب اگر ان حالات میں وزارت خارجہ کی ملازمت سے رخصت ہوئے تو اس کا الزام کم از کم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو ہرگز نہیں دیا جا سکتا تاہم بعد میں پولا صاحبہ نے اپنے خاوند سے طلاق حاصل کی اور اسد صاحب نے منیرہ صاحبہ کو طلاق دی۔ اور پھر اسد صاحب اور پولا صاحبہ

نے شادی کی۔اور اسد صاحب کی وفات تک یہ رشتہ قائم رہا۔

(HOME COMING OF THE HEART BY MUHAMMAD ASSAD, PUBLISHED BY THE TRUTH SOCIETY LAHORE P187-189)

اپنی سوانح حیات میں اسد صاحب کئی جگہ پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر اعتراضات بھی کیے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ اعتراف بھی کیا ہے

NONE THE LESS, SINCE ZAFRULLAH KHAN WAS AN EXTREMELY ABLE FOREIGN MINISTER.

ترجمہ : بہرکیف ظفر اللہ خان ایک نہایت ہی قابل وزیر خارجہ تھے ......

اور انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ زندگی کے کئی مرحلوں پر جب انہیں مدد کی ضرورت پڑی انہوں نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی مدد پر انحصار کیا۔مثلاً جب دوسری جنگِ عظیم شروع ہوئی تو وہ ہندوستان میں موجود تھے۔انہیں جرمن شہری ہونے کی وجہ سے گرفتار کرلیا گیا۔وہ لکھتے ہیں کہ اس وقت میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور سکندر حیات صاحب کی مدد پر انحصار کر رہا تھا۔لیکن جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے حکومت سے رابطہ کیا تو انہیں حکام نے فائل دکھائی کہ اسد صاحب نے سعودی عرب میں امریکی کمپنیوں کو تیل کے معاہدے حاصل کروانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا اور اس وجہ سے برٹش کمپنیوں کو ٹھیکے نہیں مل سکے تھے۔اس وجہ سے ان پر شک کیا جا رہا تھا۔اسد صاحب نے اس الزام کو سراسر غلط قرار دیا ہے۔

(HOME COMING OF THE HEART BY MUHAMMAD ASSAD, PUBLISHED BY THE TRUTH SOCIETY LAHORE P106,144)

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تھا کہ اوریا مقبول جان صاحب کے کالم کا نام ''جمہوریت کے اجارہ دار'' تھا۔ پاکستان میں ''جمہوریت کے اجارہ دار تو موجود ہیں کہ نہیں لیکن'' تاریخ کے اجارہ دار ضرور موجود ہیں۔جو جب چاہیں تاریخی حقائق کو بالکل بدل کر یا مسخ کر کے پیش کردیتے ہیں۔ وہ اس بات کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتیکہ اپنے عجیب وغریب دعاوی کے ساتھ کوئی حوالہ ہی درج کرنے کا تکلف کرلیں۔ اللہ کرے ہمارے ملک میں تاریخ کے قتل کا یہ سلسلہ اب اختتام پذیر ہو۔اس قسم کے افسانوں کی دھند غائب ہو اور درست تاریخی حقائق ہی لوگوں کے علم میں آئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

مکرم قریشی عبدالحلیم سحر صاحب

پاکستان کی معاشی صورت حال، توانائی کا بحران اور اس کا حل

کسی بھی ملک کی خوشحالی لوگوں کا اعلیٰ معیار زندگی اور ترقی کا دارو مدار اس کی معاشی ترقی پر ہوتا ہے اس میں بہت سے عوامل موجود ہوتے ہیں جو ملک کو معاشی لحاظ سے بلندی کی طرف لے جاتے ہیں۔اگر یہ تمام عوامل منفی اثرات چھوڑ جائیں تو ملک کی معاشی اور معاشرتی حالت زوال پذیر ہو جاتی ہے۔

پاکستان ایک اہم ملک ہے اس کی جغرافیائی، سیاسی اور معاشی اہمیت بہت زیادہ ہے۔اس خطہ پر انسانی تہذیب وتمدن کے انمٹ نقوش ہیں یہ ایک خوبصورت ملک ہے اس کا زمینی طور پر وجود اردگرد کے خطہ کے ممالک کے لیے بہت اہم اور ضروری ہے۔

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار وسائل سے نوازا ہے۔اگر زراعت کی طرف آئیں تو زمین سونا اگلنے والی، اگر معدنیات کو دیکھیں تو اس کے پہاڑ معدنی ذخائر سے بھرے پڑے ہیں۔ جنگلات کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ موجود ہے۔دریا اس سرزمین پر اس خوبصورتی اور انداز سے بہہ رہے ہیں کہ جیسے خالق کائنات نے خود اپنے ہاتھوں سے ڈیزائن کئے ہوں۔پانی کو سنبھالنے اور آگے بڑھانے کے لیے پہاڑوں کے جنکشن ہیں۔پاکستان کے شمالی علاقوں کی طرف نکل جائیں تو جنت نظیر وادیاں ہیں ان میں پھلوں کے باغات ہیں جو اس ترتیب اور سلیقے سے موجود ہیں کہ انسانی عقل ورطہ حیرت میں پڑ جاتی ہے۔اگر پاکستان کے میدانوں کی طرف نکل جائیں تو میلوں تک سرسبز زمین ہے وہاں ہر موسم کے لحاظ سے فصلیں لہرا رہی ہیں کہ اس پیاری سرزمین کے چپہ چپہ پر سجدہ کرنے کو دل کرتا ہے۔

لوگ ہیں تو محنت کش اور کام کرنے والے جو دن رات اس ملک کو سنوارنے اور بنانے پر کمر بستہ ہیں۔سائنس کے میدان میں تو ایسے ہیرے اس سرزمین میں پیدا ہوئے ہیں۔دنیا والے ان پر فخر کرتے ہیں۔اسی دھرتی نے دنیا کا عظیم الشان اور چوٹی کا سائنسدان پیدا کیا جس کا نام آج سائنس کی دنیا میں چمک رہا ہے۔ یعنی ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم جنہوں نے اپنے پیارے وطن پاکستان کے لیے نوبیل انعام حاصل کیا اور اپنے ملک کا نام اور وقار دنیا میں بلند کیا۔ سائنس کے میدان میں آگے بڑھنے کے لیے بہت سے اور بھی قابل لوگ موجود ہیں۔لیکن حالات ان کو آگے نہیں بڑھنے دے رہے۔

تعلیم کے میدان میں بھی علم کے پیاسے کچھ کچھ کرنے کو بے قرار ہیں۔ ان کو صاف ستھرا ماحول اور معاشرہ چاہیے۔وہ ملک کے نام کو بہت بلند کرنا چاہتے ہیں لیکن تنگ نظری اور تعصب کے بادل ان کی روشنی چھین رہے ہیں۔

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے وہاں سیاسی استحکام بہت ضروری ہے۔ اگر حکومت مضبوط ہوگی ادارے ایمانداری سے اپنی اپنی جگہ کام کررہے ہوں گے۔تو ملک صحیح سمت چل رہا ہو گا۔صنعتیں پھل پھول رہی ہوں گی۔آزادانہ معاشی سرگرمیاں ہو رہی ہوں گی۔ پیداوار میں اضافہ ہوگا۔قومی آمدنی کی سطح متوازن ہوگی کوئی بگاڑ کی صورت نہیں ہوگی۔ روزگار کے زیادہ زیادہ مواقع پیدا ہوں گے۔محنت کش خوشحال ہوں گے تو ملک بھی خوشحال ہوگا۔مضبوط معاشی ملک کی حکومت کا ملک اور عالمی سطح پر ایک وقار ہوگا عالمی برادری میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

پاکستان چونکہ ایک زرعی ملک ہے اس لیے اس شعبہ کی طرف ہنگامی بنیادوں پر توجہ، کام اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے پاکستان کی زرخیز زمین ماہر اور محنتی ہاتھوں کی مدتوں سے منتظر ہے۔

یہاں کا نہری نظام دنیا کا بہترین نظام ہے۔اسے مزید جدید بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں پانی نہیں پہنچتا وہاں سنجیدگی سے کام کرکے غور کرکے منصوبے بنا کر مزید نہریں کھود کر کاشتکاری کے لیے پانی فراہم کرنا ہوگا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں صرف نڈر اور ایمان دار، محبّ وطن قیادت کی ضرورت ہے۔

اگر زراعت کے شعبہ کو خوشحال بنانا ہے تو کسانوں کو عام زرعی سہولتیں ان کی زمینوں تک پہنچنی چاہئیں۔بہترین بیج، جدید کاشتکاری کے آلات، عمدہ اور اصل کھاد کم قیمت پر مہیا ہو۔ وافر پانی اور ٹیوب ویلز کے لیے سستی بجلی کی سپلائی۔ سڑکوں کا دیہاتوں میں جال پھیلا دینا چاہئے۔ فصلیں بروقت ان کی زمینوں سے اٹھائی جائیں نہ کہ کسان منڈیوں میں دھکے کھاتے پھریں۔

ہمارے ہمسایہ ملک میں زرعی نظام بہت تیز اور عمدہ ہے۔ پکی سڑکیں کھیتوں تک پہنچتی ہیں۔ بجلی انتہائی سستی ہے۔کھادیں اور زرعی آلات بھی کم قیمت پر مہیا کئے جاتے ہیں اور تیار فصل فوری طور پر کسانوں سے مناسب قیمت پر لے کر منڈیوں یا گوداموں میں پہنچتی رہتی ہے۔

زرعی میدان میں دنیا بہت آگے نکل چکی ہے۔نئی نئی تحقیقات سے سال میں تین تین بار فصلیں حاصل کی جارہی ہیں۔فی ایکڑ پیداوار میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔دنیا میں زرعی سائنسدان دن رات ایک کر کے اپنے ملک کے لیے بہترین غذائی انقلاب لا رہے ہیں۔جبکہ ہمارے ہاں جدید تحقیقات کا کام فائلوں کی نذر ہو رہا ہے۔ بحیثیت قوم ہم زوال کا شکار ہیں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کررہے ہیں جس طرح اللہ نے ہمیں زرعی زمین کا انمول تحفہ دیا ہے۔ہم پورے ایشیا کی غذائی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔لیکن بدقسمتی سے ہم اپنے ملک کی ہی ضرورت پوری نہیں کر پا رہے ہیں۔

معاشی استحکام کے لیے ملک میں حکومت کا سیاسی لحاظ سے مضبوط ہونا بہت ضروری ہے۔اس طرح ملک کے مستقبل کے فیصلے اپنے ملک کے اندر ہوں۔امانت دار، دیانت دار، محبّ وطن اور خوف خدا رکھنے والی قیادت کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ ایسے شفاف اور صاف ستھرے لوگ آگے آنے چاہئیں جن کا معاشرہ میں کردار مثالی ہو۔جو غریب پرور اور ملک کا درد رکھنے والے ہوں۔ملک میں اس وقت روحانی انقلاب کی ضرورت ہے جو دلوں کو فتح کرے انسانی ذہنوں کو تبدیل کرے پھر سے انسانیت زندہ ہو۔اس طرح بہت سازر مبادلہ حاصل ہوگا۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔اس کے لیے ضروی ہے کہ کسان کو بہترین اور عمدہ کوالٹی کے بیج مہیا کیے جائیں۔کھاد بروقت اور مناسب قیمت پر ملے پانی وقت پر مہیا ہو جہاں نہری نظام ہے لیکن جہاں ٹیوب ویل کے ذریعہ کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے وہاں بجلی کی سپلائی ہو اور دوسرا سستی بجلی فراہم کی جائے۔ بلوں کی زیادتی اور بجلی کی قیمت نے کاشتکاروں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اوپر سے لوڈ شیڈنگ کا عذاب ہے اس نے پوری قوم اور معیشت کو اندھیروں میں ڈبو دیا ہے۔

گاؤں اور کھیتوں کو سڑکوں کے جال بچھا کر منڈیوں اور شہروں سے ملا دیا جائے۔تا کہ تیار فصل تیزی کے ساتھ مارکیٹ اور منڈیوں تک پہنچ سکے۔کسانوں کو بہت آسان شرائط پر قرضے مہیا ہونے چاہیں بلکہ اگر ممکن ہو سکے تو ''کسان بنک'' کا قیام عمل لایا جائے جو صرف اور صرف کسانوں کے کھاتوں اور مالی معاملات کو طے کرے۔جن شرائط کے ساتھ ان کو قرضہ دیا جائے وہ بہت آسان اور سادہ ہوں تا کہ کسان اپنی فصل کی آمد

کے ساتھ ہی قرض ادا کر دے اور اسے مناسب منافع حاصل ہو۔ گو اگر ''زرعی ترقیاتی بنک'' محدود پیمانہ پر کام کر رہا ہے۔لیکن اب ایک بنک کے بس کی بات نہیں رہی۔

زرعی میدان میں جدید سائنسی تحقیقات سے فائدہ اٹھایا جانا چاہیے۔پاکستان میں اس وقت بہت اعلیٰ معیار کی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں قائم ہے۔اس کو جدید سطح پر لانا چاہیے اور عالمی معیار کی ریسرچ کا کام شروع ہونا چاہئے۔ ہمارے پاس دنیا کے بہت اعلیٰ ذہن موجود ہیں ان سے فائدہ حاصل کر کے ان کو ملک کے اندر ریسرچ کی سہولتیں مہیا ہوں ۔ایک بات خصوصی توجہ کے لائق ہے کہ زرعی ماہرین اور سائنسدانوں کو معاشی طور پر مضبوط کیا جائے تا کہ وہ دلجمعی کے ساتھ کام کر سکیں۔ اسی طرح تعصب سے پاک ماحول دیا جائے۔ جہاں عقیدہ یا مذہب کا کوئی تعلق نہ ہو۔ایک بات بہت قابل فکر ہے کہ ہمارا ٹیلنٹ بیرون ملک منتقل ہو رہا ہے۔

پاکستان ایک ایسا ملک ہے اگر اس کے لوگوں کے ذہنوں کی نیک نیتی اور ایمانداری سے فائدہ اٹھایا جائے تو ہم گندم، چاول، چینی، سبزیوں، پھل خاص طور پر آم اور کینو اسی طرح کھجور وغیرہ برآمد کر سکتے ہیں۔ اگر محنت اور لگن کے ساتھ کام کیا جائے تو ہم زرعی میدان میں دنیا کے لیے ایک ماڈل ملک بن سکتے ہیں ہمارا کسان بہت محنتی ہے لیکن اس کو اس کی فصل کا بروقت اور مناسب معاوضہ نہیں ملتا۔

سندھ جو مرچ، آم اور کھجور کے لیے مشہور ہے۔ اسی طرح کینو بہت عمدہ پیدا ہوتا ہے۔ گندم پنجاب میں تیار ہونے سے پہلے سندھ کی فصل جلد مارکیٹ میں آجاتی ہے۔ اگر کسانوں کو ٹیل تک پورا اور وافر پانی مہیا کر دیا جائے نظام کو مزید بہتر بنا دیا جائے تو اور کسانوں کو تمام سہولیات دی جائیں تو سندھ کی سرزمین سے فصلوں اور پھلوں کی آمد سے بہت روپیہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ ان فصلوں اور پھلوں کی سٹوریج کا مناسب اور جدید نظام وضع کر کے انتظام کیا جائے تو ہم سال بھر کی پریشانی اور Shortage سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

زمین تیار کرنے کے لیے جو آلات اور مشینری کسانوں کو چاہیے ہوتی ہے ایک تو معیاری ہو، سستی ہو اور دوسرا فوری طور پر مہیا کی جائے۔ ہمارا نظام تو اتنا سست ہے کہ ٹریکٹر کروانے کے لیے کئی ماہ کسان کو لگتے ہیں۔

چینی کا جائزہ لیں تو پاکستان میں گنا کثیر مقدار میں پیدا ہوتا ہے لیکن ہم لوگ چینی بیرون ممالک سے برآمد کرتے ہیں اس طرح بہت سارا زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس سے کچھ لوگوں کو تو فائدہ پہنچتا ہے لیکن عوام مہنگائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسری طرف جائزہ لیا جائے تو پاکستانی روپیہ ڈالر کے مقابلہ میں اپنی قدر دن بدن کھوتا جا رہا ہے۔ مارچ 2008ء میں ایک ڈالر پاکستانی 62.57 روپے کے برابر تھا اور اب یہ 99 روپے بلکہ ایک موقع پر 100 روپے کا ہو گیا تھا اگر دیکھا جائے تو روپیہ کی قدر میں ریکارڈ 44% کمی ہوئی ہے۔ گو کہ گورنر سٹیٹ بنک نے امید دلائی ہے کہ آنے والے چند دنوں میں روپیہ کی قدر میں کچھ بہتری آئے گی یہ ابتری کے حالات میں ایک خوشخبری سے کم نہیں لیکن معاشی اور سیاسی حالات کے پیش نظر یہ ممکن نظر نہیں آرہا۔ جب تک مستحکم حکومت قائم نہیں ہوتی معاشی حالات اور کرنسی کی صورت حال بہتر نہیں ہو سکتی۔

پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عالمی منڈیوں میں پاکستانی مصنوعات کی فروخت میں بھی کمی ہو رہی ہے۔ روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہماری مصنوعات کی قابل قدر رقم نہیں ملتی۔ ایک فیکٹر جس کی وجہ سے اقتصادی صورت حال ابتر ہے وہ ہماری مینوفیکچرنگ انڈسٹری ہے یہ پہلے بجلی کی بحران کی وجہ سے اور اب گیس کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بند ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے برآمدات کے لیے مال نہ ہونے کے برابر ہے۔

ملک کی اقتصادی اور معاشی صورت حال کو ابتر بنانے میں بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ اور دوسری طرف ان کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ صنعتیں بند ہونے سے لاکھوں محنت کش بے روز گار ہو گئے ہیں۔ اس طرح زراعت کے شعبہ میں بھی بجلی اور گیس کے بحران نے حالات خراب کر دیے ہیں زراعت کسی بھی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ زرعی اجناس کی ایک طرف پیداواری لاگت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ جب خام مال مہنگا ہو گا تو لازمی بات ہے کہ اشیاء کی قیمتیں بھی زیادہ ہوں گی۔

پاکستان میں موسم برسات کے علاوہ بھی سال بھر بارشیں ہوتی ہیں اور سارا پانی ضائع ہو کر سمندر میں جا گرتا ہے یا راستوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ڈیم تو فوری طور پر بن سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ بڑا ڈیم بھی تعمیر ہونا چاہیے ایک تو پانی سٹور ہو گا اور سال بھر فصلوں کے لیے کام آئے گا اور دوسرا بجلی سستی اور کافی مقدار میں ضرورت کے مطابق پیدا ہو گی۔ قومی مفاد کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔

آج کے جدید دور میں کسی بھی قوم کے اعلیٰ معیار زندگی، آزادی، اظہار صحت مند سوچ، اعلیٰ کردار اور تجارت کے میدان میں آگے آنا اور اپنے آپ کو دوسری قوموں سے اعلیٰ پیش کرنا یہ بہت ضروری اور لازمی امر ہو چکا ہے۔

کھیل ایک ایسا شعبہ ہے جس کے ذریعہ ملک اور قوم کا نام عالمی معاشرہ میں بلند کیا جا سکتا ہے۔ ماضی کا جائزہ لیں تو پاکستان کے محبّ وطن کھلاڑیوں نے سہولتیں نہ ہونے کے باوجود پاکستان کا نام ایک پروقار ملک کی حیثیت سے دنیا میں متعارف کرایا۔ آپ سکوائش کو لے لیں۔ کرکٹ کا میدان ان گنت کھلاڑیوں کی بازگشت سنا رہا ہے۔ ہاکی کو لے لیں دنیا کے بہترین کھلاڑی اسی سرزمین پاک میں پیدا ہوئے۔ لیکن اب ہمارے ہاں اس کو مذہب، قومیت کا تعصب، ذاتی پسند ناپسند نے کھیل کے میدانوں میں اندھیرے اور مایوسی پھیلا دی ہے۔ کھیل دیکھیں تو اس میں زوال پذیری ہے۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کتنا پیارا ارشاد فرمایا کہ۔ ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی'' نوجوان آگے آئیں اور اپنی جوانمردی، محنت، لگن سے ملک کی تقدیر بدل دیں لیکن ان اندھیروں سے نکلنے کے لیے نڈر اور خوف خدا رکھنے والی قیادت کی ضرورت ہے۔ اگر اس وقت کوئی سنجیدگی سے فیصلہ نہ کیا گیا تو پھر وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور بعد میں پچھتاوا رہ جائے گا۔

ایک اطلاع کے مطابق بنگلہ دیش نے آئندہ سال توانائی کے مسائل کے حل کے لیے ایک منصوبہ تیار کیا ہے جس سے آنے والے سال میں ان کی بجلی کی رسد اس کی طلب سے زائد ہو جائے گی۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ بنگلہ دیش میں بسنے والے بھی تو آخر انسان ہیں وہ اپنے ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے عوام کی خوشحالی کے لیے اتنی سنجیدگی سے کام کر رہے ہیں پھر ہم کیوں نہیں کر سکتے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین دماغوں سے نوازا ہے۔ لیکن ہم ان سے استفادہ نہیں کر رہے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کر رہے ہیں۔

توانائی کے اس سنگین بحران کی وجہ سے ہماری برآمدات میں ریکارڈ کمی ہوئی ہے۔ کیونکہ ٹیکسٹائل سیکٹر لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے شدید متاثر ہوا ہے۔ اسی طرح زراعت کے میدان میں ہم توانائی کے بحران کی وجہ سے کئی سال پیچھے چلے گئے ہیں۔

توانائی کی اس خطرناک صورت حال کے لیے ایک منصوبہ تھر کول کا ہے کہ اس عظیم منصوبہ کو ہمیں متنازع نہیں بنانا چاہیے یہ ملک کی اساس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحرا میں کوئلہ کا اتنا بڑا ذخیرہ ملک کو عطا کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ اللہ کی نعمت ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ بجلی اور گیس کی کمی کی وجہ سے عوام الناس بہت زیادہ پریشان ہیں اور نڈھال ہیں کارخانوں اور صنعتوں پر تالے لگ گئے ہیں۔ بے روزگاری انتہائی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ ہسپتالوں میں مریضوں کا برا حال ہے۔ پاکستان کے ایک سائنسدان نے تھر کے ریگستان میں موجود کوئلے کے ذخائر سے پہلے مرحلے میں گیس اور پھر دوسرے مرحلہ میں بجلی بنانے کا منصوبہ پیش کیا ہے۔ یہ کوئلے کے ذخائر کھربوں ٹن تک ہیں ان کا شمار دنیا کے پانچویں بڑے ذخیرے کے طور پر کیا جا رہا ہے۔ ماہرین کے اندازے کے مطابق تھر میں کم از کم 186 ارب ٹن کوئلے کے ذخائر موجود ہیں جن کے ذریعہ تقریباً پچاس ہزار میگاواٹ بجلی آئندہ پانچ سو سالوں کے لیے استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ کوئلہ زمین کی بھاری اور گہری تہوں کے نیچے بننے والا معدنی ذخیرہ ہے۔ جو کالے اور بھورے رنگ میں پتھر کی طرح سخت چٹانوں جیسا ٹھوس مادہ ہوتا ہے۔ یہ لاکھوں اربوں سال کے قدرتی عمل کے بعد پیدا ہوتا ہے۔

دنیا میں اس وقت کوئلے کی چار قسمیں پائی جاتی ہین جن میں کاربن کی مقدار 35 سے 85% تک موجود ہے کوئلہ کو دنیا میں ایندھن اور توانائی کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جن ممالک میں کوئلہ پایا جاتا ہے وہاں پر اس کا بہترین استعمال ہو رہا ہے مثلاً امریکہ کوئلے کی کل پیداوار کا 94% بجلی پیدا کرنے کے لیے کام میں لا رہا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ایک کلوگرام کوئلے سے بجلی اتنی مقدار میں پیدا کی جا سکتی ہے کہ 60 واٹ کا بلب 36 گھنٹے تک روشن رہ سکتا ہے۔ آج کل کے جدید صنعتی دور میں کوئلہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بہت سی صنعتوں کا دارومدار کوئلے کی ضمنی یا اضافی پیداوار یعنی میتھانول اور آتھلین پر ہے جو پلاسٹک، کول تار، مصنوعی دھاگے، کھاد اور ادویہ سازی کے بنیادی اجزاء ہیں۔ کوئلہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے یہ ان چیزوں کے علاوہ سیمنٹ کے کارخانوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی اس سے ایندھن کا کام لیا جاتا ہے۔ اس طرح پیداواری اخراجات بہت کم ہوتے ہیں۔ کنکریٹ کاغذ سازی کی صنعت میں کوئلہ استعمال میں لا کر پیداوار لاگت کو کم کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں تھر کول فیلڈ 9 ہزار 6 سو مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے اور جو کام شروع کیا گیا ہے وہ صرف 64 مربع کلومیٹر کے ایریا میں ہے۔ اگر سنجیدگی اور منصوبہ بندی اور ایمانداری سے کام شروع کیا جائے تو پاکستان میں توانائی کے بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے اس پراجیکٹ کے ذریعہ سستی بجلی پیدا ہو گی یہ بجلی صرف تین سے چار روپے یونٹ ہو گی اس وقت پاکستان میں جو بجلی استعمال ہو رہی ہے اس کی قیمت دس سے بارہ روپے فی یونٹ ہے اگر کرائے کے بجلی گھروں سے حاصل ہونے والی بجلی کی قیمت کو دیکھا جائے تو وہ 15 روپے فی یونٹ مل رہی ہے۔

ایک طرف بجلی مہنگی اور دوسری طرف رسد بہت کم ہے جبکہ طلب بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ملک شدید ترین بحران کا شکار ہے۔

یہ سب کچھ اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب تمام وسائل کو کام میں لایا جائے تو ملک دنوں میں ترقی کر سکتا ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

5 جولائی 2013ء

5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	حضور انور کا سکنڈے نیوین ممالک کا دورہ 2005ء
7:30 am	جاپانی سروس
8:00 am	ترجمۃ القرآن کلاس 28 جون 2013ء
8:35 am	کسر صلیب
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:25 am	یسرنا القرآن
11:45 am	انجینئرنگ فورم 2009ء
12:30 pm	سرائیکی سروس
1:20 pm	راہ ہدیٰ
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	دینی وفقہی مسائل
4:35 pm	درس حدیث
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
6:15 pm	سیرت النبیؐ
6:50 pm	تلاوت قرآن کریم
7:00 pm	یسرنا القرآن
7:30 pm	بنگلہ پروگرام
8:35 pm	ربوہ کے شب وروز
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
10:35 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	انجینئرنگ فورم

6 جولائی 2013ء

12:30 am	ریئل ٹاک
1:30 am	دینی وفقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
3:15 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:35 am	یسرنا القرآن
6:10 am	انجینئرنگ فورم 2009ء
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
8:20 am	راہ ہدیٰ
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ بنگلہ دیش
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:30 pm	سٹوری ٹائم
1:55 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
5:15 pm	تلاوت قرآن کریم
5:25 pm	الترتیل
6:00 pm	انتخاب سخن LIVE
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:05 pm	کچھ یادیں کچھ باتیں
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live
10:35 pm	الترتیل
11:05 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ بنگلہ دیش

7 جولائی 2013ء

12:30 am	فیتھ میٹرز
1:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:00 am	راہ ہدیٰ
3:35 am	سٹوری ٹائم
3:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:50 am	الترتیل
6:20 am	جلسہ سالانہ بنگلہ دیش
7:30 am	سٹوری ٹائم
7:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
9:00 am	کچھ یادیں کچھ باتیں
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:25 am	یسرنا القرآن
11:55 am	حضور انور کی طلباء امریکہ سے ملاقات 9 مئی 2013ء
12:55 pm	فیتھ میٹرز
1:55 pm	سوال وجواب
3:05 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	سپینش پروگرام خطبہ جمعہ فرمودہ 17 اگست 2012ء
5:20 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:40 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
7:15 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	کڈز ٹائم
9:00 pm	پریس پوائنٹ Live
10:25 pm	یسرنا القرآن
11:05 pm	کڈز ٹائم
11:05 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	حضور انور سے طلباء امریکہ کی ملاقات 9 مئی 2013ء

8 جولائی 2013ء

12:35 am	ریئل ٹاک
1:40 am	الاسکا۔ ڈسکوری پروگرام
2:10 am	پروفیسر عبدالسلام۔ایک کانفرنس
3:05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
4:15 am	سوال وجواب
5:25 am	عالمی خبریں
5:40 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:00 am	یسرنا القرآن
6:20 am	حضور انور سے طلباء امریکہ کی ملاقات 9 مئی 2013ء
7:25 am	الاسکا۔ ڈسکوری پروگرام
7:55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2013ء
8:55 am	ریئل ٹاک
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس رمضان
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	حضور انور سے طلباء امریکہ کی ملاقات 9 مئی 2013ء
1:10 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:55 pm	فرنچ پروگرام
3:00 pm	خطبہ جمعہ 19 اپریل 2013ء
4:05 pm	تامل سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم
5:10 pm	ان سائیٹ
5:35 pm	الترتیل
6:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 اپریل 2013ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	تامل سروس
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	حضور انور سے طلباء امریکہ کی ملاقات 9 مئی 2013ء

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

مکرم حکیم ملک مبشر احمد صاحب ریحان سابق ڈرائیور تحریک جدید دارالفتوح شرقی ربوہ مورخہ 9 جون 2013ء کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پاگئے۔اسی دن بعد نماز عصر بیت الفتوح محلّہ دارالفتوح شرقی ربوہ میں آپ کی نماز جنازہ محترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے پڑھائی۔قبرستان عام میں تدفین مکمل ہونے پر مکرم نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔آپ خوش اخلاق، ملنسار، ہمدرد، صابروشاکر، متوکل الی اللہ اور ہر کسی کے کام آنے والے اور خدا ترس انسان تھے۔ 28 مئی 2010ء کے بعد سے محلّہ کی بیت الذکر میں نمازوں کے اوقات میں بڑے اخلاص کے ساتھ باثمر ڈیوٹی دیتے تھے۔مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹیاں مکرمہ شگفتہ بلال صاحبہ اہلیہ محترم اظہر بلال بھٹی صاحب ربوہ اور محترمہ عظمیٰ فوزیہ صاحبہ اہلیہ شبیر احمد صاحب بھٹی جھنگ یادگار چھوڑی ہیں۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے ساتھ اپنے پیار اور رحم کا سلوک فرماتے ہوئے اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

رسہ کشی ٹورنامنٹ

(مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مجلس صحت کے تعاون سے رسہ کشی ٹورنامنٹ مورخہ 21 تا 24 جون 2013ء منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز مورخہ 21 جون کو بعد از نماز فجر ہوا۔ٹورنامنٹ میں ربوہ بھر سے 28 ٹیموں کے 350 اطفال نے شرکت کی جن کے مابین کل 22 میچز کھیلے گئے۔ ٹورنامنٹ کے تمام میچز ناک آؤٹ سسٹم کی بنیاد پر گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں کروائے گئے۔فائنل میچ میں دارالبرکات نے رحمٰن کالونی کو شکست دی اور ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ تقریب تقسیم انعامات کے مہمان خصوصی محترم نعیم اللہ ملہی صاحب صدر اتھلیٹکس مجلس صحت مرکزیہ تھے تلاوت ونظم کے بعد مکرم شاہد محمود بٹ صاحب سیکرٹری صحت وجسمانی مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ نے رپورٹ پیش کی۔اس کے بعد مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے اطفال اور حلقہ جات میں انعامات تقسیم کئے اور دعا کروائی۔

کرکٹ ٹورنامنٹ

(مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مجلس صحت کے تعاون سے ٹیپ بال الیون سائیڈ کرکٹ ٹورنامنٹ مورخہ 7 تا 24 جون 2013ء کو منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز مورخہ 7 جون 2013ء کو بعد نماز فجر ہوا۔ ٹورنامنٹ میں ربوہ بھر سے 58 ٹیموں کے 850 اطفال نے شرکت کی جن کے مابین کل 57 میچز کھیلے گئے۔ ٹورنامنٹ کے تمام میچز ناک آؤٹ سسٹم کی بنیاد پر کھیلے گئے۔ ٹورنامنٹ کے تمام میچز گھڑ دوڑ گراؤنڈ میں منعقد کروائے گئے۔ فائنل میچ حلقہ رحمٰن کالونی اور دارالرحمت وسطی کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا جسے ایک دلچسپ مقابلہ کے بعد رحمٰن کالونی کی ٹیم نے جیت لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ اعزاز مبارک فرمائے۔

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات کے مہمان خصوصی مکرم اسد اللہ غالب صاحب نائب صدر اول مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم شاہد محمود بٹ صاحب سیکرٹری صحت جسمانی مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ نے رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے اطفال اور حلقہ جات میں انعامات تقسیم کئے اور دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الفضل میں اشتہارے دے کر تجارت کو فروغ دیں۔

کار برائے فروخت

ذاتی زیر استعمال ایک کار سوزوکی کلٹس ماڈل 2003ء

لاہور کا نمبر برائے فروخت ہے۔

0300-4628926, 0345-7960057

وردہ فیبرکس ربوہ

سیل سیل سیل

لان ھی لان

کلاسک لان، کرنکل دوپٹہ لان، چکن بریزہ اور چائنہ کی تمام لان، عربی لان شرٹ پر سیل جاری ہے۔

047-6213883,0333-6711362

ربوہ میں طلوع وغروب 28جون

طلوع فجر	3:34
طلوع آفتاب	5:03
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	7:20

شربت صدر

نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

Ph:047-6212434

الصادق اکیڈمی بوائز دارالصدر جنوبی

کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری

الصادق اکیڈمی جماعتی اداروں کے شانہ بشانہ پچھلے 25 سال سے اہالیان ربوہ کی تعلیمی میدان میں خدمت میں پیش پیش

- پریپ تا کلاس فائیو گرلز سیکشن میں داخلے جاری ہیں
- فیصل آباد بورڈ سے الحاق شدہ
- چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں

پرنسپل الصادق بوائز نزد مریم ہسپتال ربوہ :0476214399

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ

اٹھوال فیبرکس

لان ہی لان اتحاد کرسٹل 3P,4P، عجوہ لان 3P,4P

جبہ لان 4P اور توکل ڈیزائنر کی لان ہی لان

الطاف احمد اٹھوال: 0333-7231544

ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

کسی بھی معمولی یا پیچیدہ خطرناک آپریشن سے پہلے

الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز

ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)

عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

اوڑھ لو ہر لمحہ | اوڑھ لو ہر خوشی

لبرٹی فیبرکس

اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ

+92-47-6213312

FR-10

Every piece a masterpiece

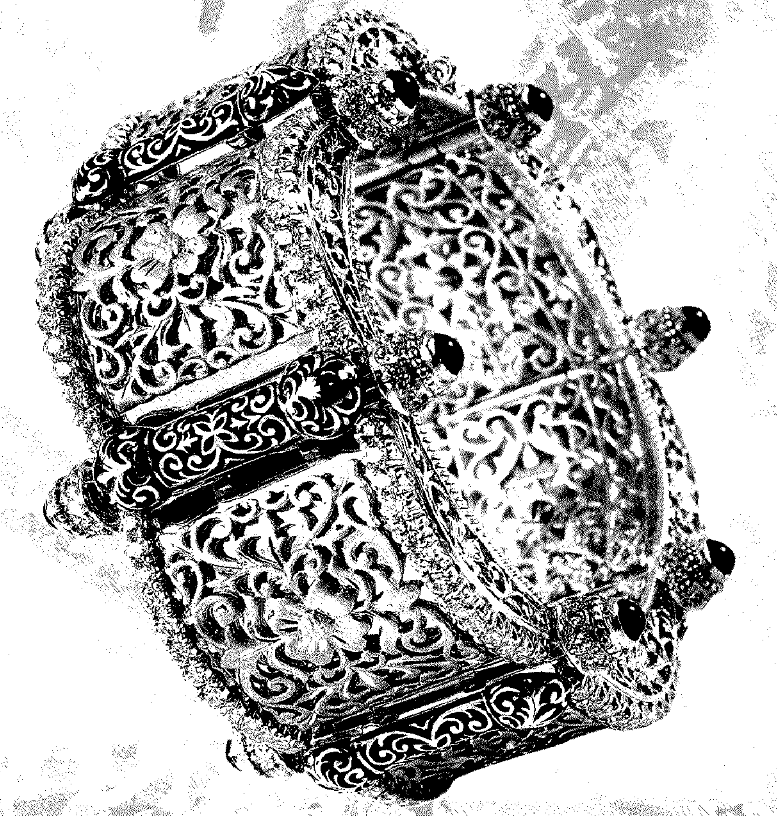

Ar-Raheem Jewellers - a name synonymous with fine jewellery in terms of design, innovation, exceptional creativity and extraordinary productive skills.

We are always inclined to create hand-crafted masterpiece jewellery that is unique and different. We bring you designs those are perfect to the minute details by the exteremly skilled craftmen.

This new masterpiece, conceived from Mughal era art, is one example of our craftmanship, creativity and innovation.

Be sure that we understand your taste, quality conciousness and individual style.

AR

Ar-Raheem Jewellers

Ar-Raheem Jewellers
Khurshid Market, Hyderi,
Karachi-74700.

New Ar-Raheem Jewellers
1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid
Market, Hyderi, Karachi-74700

Ar-Raheem Seven Star Jewellers
Mehran Shopping Centre, Kehkashan,
Block-8, Clifton, Karachi.